عبد الواسع بھٹو

قرونِ اُولیٰ اور سندھ کی اسلامی عظمت

Abstract:

Sindh is called 'Babul Islam', it is generally believed that it is because of Muhammad Bin Qasim. This perception is totally wrong, because, one century before Muhammad Bin Qasim, Prophet of Allah, Hazrat Muhammad (P.B.U.H.) talked about the pure land of Sindh, In this paper, we were discussed about the relationship of Arabs with the land of Sindh. It is also discussed about the condition of Sindh during the reign of Khilafat-e-Rashida, importantly educational institutes of Sindh during 3rd, 4th, 10th and 14th Centuries. Except this, important contribution of scholars and great personalities of Sindh are major topics of this research paper.

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ سندھ کو اسلام کی دولت سبب اسلام کا دروازہ 'باب الاسلام' کہا جاتا ہے 'یاتینی ریح طیب من السند' یہ روایت طبرانی میں ہے ۔ فرمایا کہ میرے پاس سندھ سے خوشبو آرہی ہے۔ ھند اور سندھ ملک تھا۔ جس کی سرھان نبی اکرم ﷺ کو پہنچا، روحانی قرار ملا۔ جب کہ ابھی تک قرآن ان کے پاس نہیں لیکن قرآن پاک کی عظمت کا ملک، قرآن پاک کے سمجھنے کا ذھن، اور قرآن پاک سے عقیدت کی دلیلیں، سیّدنا مُحمَد الرَّسُول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بتائیں تب تو فرمایا مجھے سندھ سے اچھی خوشبو آرہی ہے۔[۱] ٹھٹھہ جیسے شہر میں قرآن کی تعلیم کے ۵۰۰ مدرسے تھے ۔ روہڑی کے شہر میں دو صدی پہلے بخاری شریف کی ۲۰۰ حافظہ تھیں (بخاری شریف کی ایک کتاب ۶۵۰۰ احادیث کا مجموعہ ہے) آپ سمجھ سکتے ہیں کہ علم کا کتنا شغف تھا۔ قرآن شریف کے حافظ تو بہت ہیں لیکن بخاری شریف جیسی کتاب لڑکیوں کو یاد تھی۔ یہ خوشبو بارگاہِ نبوت ﷺ میں کئی عرصہ پہلے پہنچ چکی تھی۔ انبیاء کرام کو ایسی خوشبو دور سے آتی ہے ۔ حضرت یعقوبؑ فرماتے ہیں جو قرآن پاک میں ہے: ''إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ '' مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے حالانکہ حضرت یوسفؑ کو حضرت یعقوبؑ سے کافی عرصہ پہلے دور کیا گیا تھا۔

سندھ میں اسلام خلیفہ ولید بن عبد الملک کے دور سے پہلے پہنچ چکا تھا جس کی ثابتی بیاض ھاشمی ج-۴ 'جمع الجوامع' میں موجود ہے کہ بنی اکرم ﷺ کے مدنی زندگی میں پانچ صحابہ کرام کا وفد سندھ میں تبلیغ اسلام کی خاطر آیا تھا وہ سندھ کے نیرون کوٹ 'حیدرآباد' میں پہنچے یہاں ایک خاص ہندو نے صحابہ کرام کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا بعد میں دو صحابہ کرام ان نو مسلم کو ساتھ لیکر مدینہ منورہ طرف روانہ ہوئے اور ۳ صحابی یہاں سندھ میں رہ گئے ان کی قبور بھی یہاں 'نیرون کوٹ' میں بتائی جاتی ہے۔[۲]

اس سے یہ بات اظہر من الشمس واضح ہوئی کہ سندھ کو باب الاسلام ہونے کا شرفِ وجہ محمد بن قاسم نہیں بلکہ اس سے ایک صدی پہلے ہی صحابہ کرامؓ کے وفود کا حیدرآباد (نیرون کوٹ) آنا اور ایک تجارتی میلے میں سندھی افراد کا اس میں شرکت کرنا اس کی واضح دلیل ہے۔ سراندیپ (سری لنکا) کے جوگیوں (سناسی حضرات) کا اس غرض سے آپ ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ جانا کہ روبرو جاکر اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنا۔ ہندوستان کے ایک راجہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زنجبیل کا ہدیہ بھیجا۔ جس کو آپ ﷺ نے خود بھی تناول فرمایا اور صحابہ کرام کو بھی دیا۔[۳]

ہمسایہ ملک ہونے کے ناطے ہندوستان اور عرب دونوں ممالک میں روابط اور تعلقات بڑھتے گئے ۔ جس کے سبب ہند اور سندھ میں اسلام بہت جلد متعارف ہوا اور دونوں سے دینی اور روحانی تعلقات مزید مضبوط ہوئے۔ سندھ کی سرزمین کے قدیم دور سے عرب دنیا سے تعلقات قائم تھے۔

حدیث اور کتب سیرت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ 'سندھ اور ہند' کا کسی نہ کسی لحاظ سے عہد رسالت سے تعلق رہا ہے۔ بزرگ بن شہریار کی وضاحت کے مطابق عہد رسالت میں ایک وفد 'سراندیپ' سری لنکا سے مدینہ منورہ روانہ ہوا تھا جو کچھ رکاوٹوں کے سبب عہد فاروقی کی ابتدا میں وہاں پہنچا اور براہ راست اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی۔[۴]

خلافت راشدہ کے دور میں ۱۱ھ سے ۴۰ھ میں اسلامی حکومت کی حدود سندھ سے ملی ہوئی تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں حکم بن عمرو تغلبی کی رہبری میں اسلامی فوج کا ایرانی فوج

Shah Abdul Latif Bhitai Chair

سے مقابلہ ہوا۔ سندھ کے راجا نے اس جنگ میں ایرانیوں کی مدد کی لیکن پھر بھی شکست ہوئی۔(۵)

حضرت علیؓ نے فرمایا ''سندھ کی سرزمین وہ علم و حکمت کی سرزمین ہے، جہاں سے علم و عرفان کا سورج طلوع ہوا۔''(۶)

امام ابو حنیفہؒ کے دادا، اسلام سے اوائلی سندھ کے نقشہ مطابق سندھی تھے۔ انہوں نے شیر خدا حضرت علیؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔(۷)

علامہ سید سلیمان ندوی کی تحقیق کے مطابق، فقہ کے امام ابو حنیفہ اور امام اوزاعیؒ کے بزرگ سندھی تھے۔(۸)

سندھ کی علمی عظمت کا اعتراف مشہور محققین نے کیا ہے۔ ابن ابی صبعیہ تحریر کرتے ہیں کہ ''سندھ والوں کے پاس علم اور حکمت کا بڑا ذخیرہ ہے مجھے معلوم ہے کہ یونان میں علم و حکمت کا ذخیرہ سندھ سے گیا''۔

ابو معشر لکھتے ہیں ''ساری دنیا کی اقوام سے زیادہ سندھیوں کا علم کی طرف رغبت کا اعتراف دنیا کی تمام قومیں کرتی ہیں۔ اخبار الحکماء میں ہے کہ دنیا میں سب سے اول سندھ علم و حکمت کا سرچشمہ تھا اور سندھ عدل اور سیاست کا پہلا مرکز تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ اسلام کی آمد سے پہلے بھی یہاں علم کا سرچشمہ جاری تھا اس وقت منبر اور مکتب میں تعلیم دی جاتی تھی۔ ان برہتوں نے ویدانیت، الٰہیت، فلسفہ، طب، نجوم ادب اور اخلاقیات پر کئی کتابیں لکھیں۔(۹)

علامہ قاسمی صاحب نے ایک اور مقالہ بعنوان 'سندھ میں حدیث کے امام اور ممتاز عالم' عربی زبان میں لکھا، جس میں سندھ کے محدثین کا تفصیلی ذکر ہے۔ اس مقالے نے دنیائے عرب کو حیرت میں ڈال دیا۔ کیونکہ اس میں ان علماء کا ذکر کیا گیا تھا جو بڑی حیثیت کے حامل تھے۔ اس مقالے میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ علم الحدیث کے متعلق دنیا میں تحریر کی ہوئی پہلی کتاب ربیع بن صبیح سندھی کی ہے (وفات ۱۶۰/ہجری)۔(۱۰)

سندھ کے علمی و ادبی مراکز

سندھ کا مذہبی اور دینی حال مقدسی، 'احسن التقاسیم' کے حوالے سے اس طرح بیان کیا

Shah Abdul Latif Bhitai Chair

ہے۔ سندھ کے اکثر مسلمان حدیث کے عامل ہیں اور مرکزی شہر حنفی فقہاء اور علماء سے خالی نہیں۔ یہاں نہ مالکی ہیں اور نہ معتزلہ اکثر حنفی مسلک کے پیروکار ہیں۔ یہاں کے لوگ صراط مستقیم اور بہتر مسلک پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مذہبی عصبیت اور فتنہ فساد سے امن میں رکھا ہے۔(۱۱)

مدارس کے اساتذہ نے علمی دنیا میں وہ کارنامے سرانجام دیئے جو ہمارے لیئے روشنی کے مینار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان علماء نے کچے حجروں میں بیٹھ کر حدیث اور فقہ پر وہ تحقیقی کتب لکھے جن کو اسلامی دنیا میں خاص مقبولیت حاصل ہے۔ مثلاً سیرت النبی ﷺ، مکاتیب النبی ﷺ علاوہ عرب اور عجم میں سیرت اور مغازی پر کتب لکھے گئے اس طرح اسلامی تاریخ میں علماء سندھ کو سند کا درجہ ملا، جو دوسرے ممالک مثلاً عراق، ایران، شام، حجاز خواہ ہندوستان ایسے مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ مولانا عبید اللہ سندھی ایسے علماء کی نسبت سے لکھتے ہیں۔

آپ سندھ کے ملاؤں اور مساجد کے امام کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں۔ یہ تھوڑے علم والے سندھی مولوی کتابیں پڑھنے کے بعد فقہ میں ایسے ہوشیار، قابل اور ماہر ہیں جو ہندوستان کا کوئی بڑا مفتی، فقیہ اور صدر مدرس بھی فقہی مسائل میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔(۱۲)

اسلام کے پہلے دور میں محمد بن قاسم سندھ کے بڑے شہروں دیبل، نیرون کوٹ، (حیدرآباد) سیوستان (سیوھن) برھمن آباد، الور، ملتان اور کئے قنوج میں جامع مساجد تعمیر کرا کے اس میں مواعظ اور موذن مقرر کیئے وہاں اسلامی تعلیم کیلئے اساتذہ مقرر کیئے۔ عربوں کے اس دور میں سندھ میں مدارس کا رواج پڑا جسکو آگے چل کر اسلامی حکومت نے باقاعدہ مستحکم کر کے نظام تعلیم کو اپنایا۔ مسلمانوں کا یہ تعلمی نظام عوامی ضروریات اور حالات کے عین موافق تھا۔ ان مدارس میں جہاں قرآن حدیث اور فقط دین کی تعلیم دی جاتی تھی وہاں علم الحساب، علم الجغرافیہ، علم الطب، علم الکتاب، علم منطق اور علم تاریخ وغیرہ بھی لازمی تھے۔ یہی سبب ہے کہ ان درسگاؤں سے فارغ شدہ حضرات جامع علوم کے ماہر مانے جاتے تھے، اور انہیں مدارس سے حکومتی انتظام چلانے والے افراد بھی مل جاتے تھے، تو ڈاکٹر، عالم اور اساتذہ بھی مل جاتے تھے اس طرح یہ نظام تعلیم معاشرے کیلئے بوجھ نہیں بلکہ باعث رحمت تھے۔ اس نظام تعلیم میں معاشرے کے دنیوی اور اخروی ضروریات پوری ہوجاتی تھی۔ اگر کسی طبیب کی ضرورت پڑتی تو وہ بھی مل جاتے۔ بیرونی ملک سفارتی خط و کتابت خاطر

Shah Abdul Latif Bhitai Chair

مدارس سے کاتب بھی مل جاتے تھے۔ اس طرح مولانا غلام محمد گرامی صاحب اہل مدارس کی علمی خدمات متعلق لکھتے ہیں:۔

''ان علماء نے تیل کے دیئے جلاکر مطالعہ کر کے فقر و فاقہ کی زندگی گذارتے ہوئے چٹائی پر بیٹھ کر لکڑی کے قلم سے تصانیف اور تالیف کا کام کیا، اور ایسے دقیق کتب تحریر کئے جنہوں نے عرب و عجم میں سندھ کا سکہ جما دیا۔ ان کا قلم چلتا رہا ورق گردانی ہوتی رہی، عمیق اور دقیق مسائل کا تصفیہ ہوتا رہا اور علم کی شمع جلتی رہی۔''(۱۳) علماء کا ذہن و فکر ایک طرف جس سے عمیق و دقیق مسائل کا حل ملتا تھا تو دوسری طرف ان کی تحریر پر جو محنت تھی کہ خوشخطی بے مثال تھی۔ مدارس سے فارغ ہوئے ایک صدی پہلے کے علماء کی خوشخطی کو دیکھیں کہ آج کل اسکول و کالج کے طلباء ان کے مقابل کچھ بھی نہیں۔ مدارس کے اساتذہ کو آفرین اور داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

سندھ میں ایسے بھی گھرانے گذرے ہیں جن میں صدیوں تک علم کی شمع جلتی رہی۔ ابو معشر سندھی کا دو صدی ہجری سے چار صدی ہجری تک مدینہ اور بغداد میں بڑا چرچا تھا۔ سندھ کا ایک علمی خاندان خراسان میں جاکر آباد ہوا جس نے نسل در نسل علم حدیث میں امامت کا درجہ حاصل کیا۔ امام حافظ ابو محمد بن رجاء سندھی ہرجانی نیشاپوری اور ان کے دو فرزند امام حافظ ابو بکر محمد بن رجاء سندھی حنضلی (متوفی ۲۸۶ھ) اور اسماعیل بن محمد رجاء سندھی محدث تھے۔

۱۔ منصورہ:

بلاذری روایت مطابق عراق کے گورنر خالد بن عبد اللہ قسری حکم بن حکم بن عوانہ کلبی کو سن ۱۰۵ ہجری میں سندھ کی حکومت کا آرڈر دیکر روانہ کیا۔ ان کا یہاں پہنچنے پر محمد بن قاسم ثقفی کے فرزند عمرو بن محمد قاسم 'حکم' سے مل گئے اور ان کا بڑا حامی بن گیا۔ حکم نے اموی حکومت کے بڑے بڑے معاملات ان کے سپرد کر دیئے۔ حکم نے پہلے محفوظ نامی ایک شخص آباد کر کے ان کو اپنا مسکن بنایا اور وہیں سے عمرو بن محمد قاسم کی قیادت میں جنگی سرگرمیاں شروع کر دیں۔ فتح اور کامیابی بعد ایک شہر آباد کیا جن کا نام 'منصورہ' رکھا گیا جو بعد میں خلافت کا مرکز بن گیا۔ جب حکمرانوں نے سندھ میں خلافت کا اعلان کر دیا تو اس شہر منصورہ کو تخت گاہ بنایا۔

اس سلسلے میں ایک روایت ہے کہ عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کے دور میں سندھ کے گورنر عمرو بن حفص نے یہ شہر آباد کر کے خلیفہ منصور کے نام سے ان کا نام منصورہ رکھا۔

منصورہ کی عام علمی اور مذہبی صورتحال 'احسن التقاسیم' کے مصنف نے اس طرح بیان کی ہے۔ یہاں کے لوگ لائق اور بامروت ہیں۔ یہاں اہل علم زیادہ ہیں۔ لوگوں میں ذہانت اور ذکاوت ہے۔ نیکی اور خیرات کرتے ہیں مسلمانوں میں وعظوں کا وجود نہیں وہ اکثر اہل حدیث ہیں۔ بڑے شہروں میں حنفی فقیہ بھی ہیں لیکن مالکی اور حنبلی نہیں ہیں اور نہ معتزلی۔(۱۴)

۲۔ دیبل:

منصورہ کے بعد ہماری سلطنت کا دوسرا بڑا شہر دیبل تھا۔ یاقوت حموی لکھتا ہے۔ ''یہ تجارتی بندرگاہ ہے، لاہور اور ملتان سے دریا اس طرف سے آکر بحرہ عرب میں گرتے ہیں۔ یہاں بڑے بڑے علماء، محدث، قاری، زاہد اور عابد گذرے ہیں۔ دیبل منصورہ کے بعد سندھ میں اسلامی علوم وفنون اور مذہبی شخصیات کا دوسرا مرکز تھا۔ دیبل کو بعد میں ٹھٹھہ کہتے تھے جو موجودہ کراچی کے قریب ہے۔ دیبل سندھ میں محدثین اور احادیث کے راویوں کا سب سے پہلا مرکز تھا۔ یہاں کے علماء خاص طور پر پورے عالم اسلام سے تعلق رکھتے تھے اور دنیا بھر میں ان کی آمد و روفت جاری تھی۔ یاوقت ہموی دیبل سے احادیث کے راویوں کی جماعت منسوب ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سندھ کا یہ شہر احادیثِ رسول ﷺ کا شہر تھا۔(۱۵)

۳۔ اروڑ (الور):

پہلی صدی ہجری کے آخر میں محمد بن قاسم نے اروڑ کو فتح کر کے یہاں مسلمان حاکم، قاضی اور خطیب مقرر کئے۔ یہاں کا راجہ مہروق بن رائق، عبد اللہ بن عمرؓ کے زمانے میں اسلام کو سمجھ کر خفیہ طور پر مسلمان ہوا۔ سن ۷/صدی ہجری میں یہاں کا خطیب اور قاضی شیخ اسماعیل بن علی بن محمد بن موسیٰ طائی تھا۔ ان کے آباء و اجداد یہاں کے قدیم باشندے تھے۔ ان میں سے کسی بزرگ نے عربی زبان میں سندھ کی اسلامی تاریخ، فتوحات اور غزوات کا ذکر کیا ہے۔ جن کے جزے قاضی اسماعیل کے

Shah Abdul Latif Bhitai Chair

پاس تھے۔ علی بن حامد سندھی نے سن ۶۱۳ھ میں ان کا عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا جو بعد میں 'چچ نامہ' کے نام سے مشہور ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ عربی دور میں سندھ کے مدارس میں بلند پائے کے علماء پیدا کئے۔ جنہوں نے علمی و ادبی دنیا میں اپنے ختم نہ ہونے والے نشانات چھوڑے اور ان کا دبدبہ عرب دنیا میں قائم ہوگیا۔(۱۶)

۴۔ بُوبک:۔(۱۰ صدی ھجری)

اس شہر میں کئی صدیوں سے نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کی اولاد رہتی ہے جن کو مخدومی کالقب ملاہے اس خاندان میں سے کئی مدبر علماء پیدا ہوئے جن میں مخدوم عبدالکریم میراں (وفات ۹۴۹ھ) اور انکا صاحبزادہ مخدوم محمد جعفر مشہور ہیں۔ دنیا کے اسلامی مراکز میں انکا سکہ ہے۔ مخدوم عبدالکریم میراں کی بوبک میں بڑی دینی درسگاہ تھی جس میں سے نہ صرف سندھ نے فیض حاصل کیا بلکہ پورے برصغیر کو فیض ملا۔ مرزا حسن بیگ ارغون خود مخدوم عبدالکریم میراں بوبکائی کا شاگرد تھا۔

مخدوم محمد جعفر بوبکائی:

مخدوم محمد جعفر بوبکائی نہ فقط حدیث اور فقہ کا ماہر تھا بلکہ حکمت، نجوم، جعفر میں بھی بڑی مہارت تھی لیکن اپنی عمر کے اخیر دور میں ان سب مشاغل کو چھوڑ کر صرف حدیث اور تصوف میں مشغول ہوا۔ اندازاً ۱۰ صدی ھجری کے آخر میں وفات پاگئے۔(۱۷) یہ پہلا سندھی عالم تھا جس نے درس و تدریس کیساتھ تصنیف اور تالیف کا شغل بھی جاری رکھا ان کی تصانیف میں سب سے بڑی اہمیت کی کتاب 'المتانتہ فی مرمت الخزانہ' ہے جن کو علماء سندھ نے فقہ حنفی کے فتویٰ کا ماخذ قرار دیا۔(۱۸)

۵۔ سیوہن:

مخدوم میاں محمد سیوہن کے مشہور عالم اور فقیہ تھے۔ سیوہن میں ان کا دینی مدرسہ تھا جس میں علم وفقہ کا خود درس دیتے تھے۔ مخدوم صاحب نے سن ۹۴۵ھ میں فتویٰ تحریر کی، وہ اس دور میں

مدارس کے نصاب میں داخل تھی۔ اس دور میں چند بڑے علماء گزرے ہیں، جن کے چند نام درج ذیل ہیں(۱۹):

۱۔ قاضی شریف الدین عرف مخدوم راہو بن شیخ محمود سیوھانی

۲۔ قاضی دتہ سیوھانی

۳۔ مخدوم فضل الل

۴۔ مخدوم عبدالکریم عرف میراں بن یعقوب

۶۔ دربیلہ:

قدیم دور میں ٹھٹہ، بکھر، سیوہن اور سندھ کے دوسرے شہروں کی طرح دربیلا بھی ایک علمی اور ادبی مرکز تھا۔ دربیلا کے علماء کی شہرت نہ صرف سندھ تک محدود تھی بلکہ ان سے گجرات اور دکھن کے لوگ بھی واقف تھے۔ وہاں کے لوگ دور دراز علاقوں سے آکر دربیلا کی درسگاہوں سے علمی فیض حاصل کرتے تھے۔ اس شہر سے بڑے بڑے جید عالم، محدث، مفسر اور فقہا گذرے ہیں جن میں چند کے نام یہ ہیں(۲۰):۔

۱۔ مولانا ضیاء الدین ولد صدر الدین

۲۔ مولانا سعید

۳۔ مولانا مصلح الدین لاری

۴۔ مولانا شیخ عبداللہ متقی بن سعد دربیلوی

علمائے سندھ کے علمی اور فقہی کارنامے:

سن ۲/ صدی ہجری میں محمد بن قاسم فتح سندھ کے بعد برصغیر میں پہلا عالم جو پیدا ہوا وہ سندھ کا تھا نو مسلم تھا اسلام قبول کرنے کے بعد نیا نام مولانا اسلامی تھا۔ محمد بن قاسم کا سفیر بن کر راجا ڈاھر کی طرف بھیجے گئے اسلامی تاریخ میں لفظ 'مولانا' سب سے پہلے ایک سندھی عالم کے لئے استعمال ہوا۔

Shah Abdul Latif Bhitai Chair

امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا معاصر ابو معشر سندھی کی وفات ۱۷۰ھ ہجری میں ہوئی۔ جامع ترمذی میں بھی ان سے روایات مروی ہیں۔[۲۱]

قرآن مجید کے تراجم و تفاسیر کے متعلق علماء سندھ کی خدمات:

* سندھ کو اس اعتبار سے اولیت حاصل ہے کہ برصغیر پاک وہند میں قرآن پاک کا سب سے پہلا مکمل ترجمہ سندھی زبان میں ۳ر صدی ہجری میں ہوا۔ یہ ترجمہ ایک عراقی عالم (جو سندھی زبان کا ماہر تھا) نے فرمانروائے منصورہ کے عہد حکومت (۲۷۰ھ) میں راجہ مہروق بن رائق کی فرمائش پر کیا۔[۲۲]

* علامہ قاسمی کی تحریر 'قرآن مجید جا سنڌي ترجما ۽ تفسير' سندھی زبان میں ایک ایسی تحریر ہے جس میں نہ صرف سندھی زبان میں تراجم و تفاسیر کا بیان موجود ہے بلکہ اس حقیق کا انکشاف کیا گیا ہے کہ پوری دنیا میں سب سے پہلے قرآن پاک کا ترجمہ سندھی میں ہوا۔[۲۳]

* سندھی رسالہ 'نئی زندگی' ۱۹۶۰ء مارچ بموجب، سندھی زبان میں کل تراجم ۱۲ر، اور تفاسیر ۲۳ر ہیں۔ لیکن بعد میں علامہ علی خان ابڑو اور علامہ عبد الکریم قریشی کے تراجم بھی منظر عام پر آئے ہیں۔ * علامہ قاسمی صاحب نے اپنی ذاتی ڈائری میں بھی انکشاف کیا ہے کہ صوفی بہاؤ الدین عرف 'گودڑیو فقیر' صرف صوفی نہیں تھے چونکہ سندھ میں یہ بزرگ صرف صوفی ہی مانا جاتا ہے لیکن بقول علامہ قاسمی ایک مفسر تھے اور فارسی میں قرآن مجید کی تفسیر کر چکے تھے۔[۲۴]

* مخدوم نوحؒ کا سب سے علمی کارنامہ قرآن پاک کا سب سے پہلا مکمل فارسی ترجمہ ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور دوسرے اکابر علماء کے تراجم بعد کے ہیں۔ یہ فارسی ترجمہ ۱۹۸۱ء میں سندھی ادبی بورڈ نے شائع کروایا جو کہ پہلے صرف قلمی نسخہ تھا۔[۲۵] قرآن حکیم کا یہ ترجمہ مخدوم نوح (۹۱۱ھ ـ ۹۹۸ھ) نے دسویں صدی ہجری میں کیا تھا۔ لیکن شائع نہ ہونے کی وجہ سے شاہ ولی اللہ کا ترجمہ منظر عام پر آگیا اور مشہور ہوا کہ شاہ ولی اللہ نے سب سے پہلے ترجمہ کیا لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔

* شاہ ولی اللہ کے تفسیر فتح الرحمن کا سندھی ترجمہ علامہ قاسمی صاحب نے کیا جو مولانا محمد

مدنی کے ترجمہ قرآن مجید کے حاشیہ پر کئی مرتبہ شائع ہوا ہے۔

* تفسیر بیضاوی پر حاشیہ علامہ قاسمی کے استاد علامہ عبد الکریم کورائی (لاڑکانہ والا) نے لکھا جو آج بھی مدراس میں پڑھایا جاتا ہے۔ جب تفسیر بیضاوی کا حاشیہ شائع ہو کر منظر عام پر آیا تو دار العلوم دیوبند کے اساتذہ بے ساختہ بولنے لگے، آج بھی سندھ علم سے منور ہے۔[۲۶]

اسی طرح علامہ غلام مصطفی قاسمی لکھتے ہیں کہ خدا کے فضل و کرم سے سندھ میں ظاہری اور باطنی علم بیک وقت ارتقاء اور عروج پر رہا ہے۔ اگر ایک طرف صحاح ستہ (حدیث کی چھ صحیح کتابوں) کے مصنفین کے شیوخ میں سندھی محدثین اور اماموں کے نام ملتے ہیں، تو دوسری طرف حضرت جنید بغدادیؒ کے ہمعصر بزرگ حضرت بایزید بسطامیؒ نے سندھ کے عظیم صوفی شیخ ابو علی سندھی سے سلوک کی چاشنی حاصل کی۔ اس کے لئے تصوف کی قدیم کتاب 'اللمع' تالیف امام ابو نصر عبد اللہ بن علی السراج الطوسی (وفات سنہ ۳۸۷ھ کی گواہی کافی ہے) وہ تو سندھ کا بہت ہی قدیم دور تھا لیکن یہ حقیقت ہے کہ کوئی صدی ایسی نہیں گذری کہ یہاں اصفیاء، فقہاء محدث اور مفسر نہ ہوئے ہوں۔

ساتویں صدی میں مخدوم نوح بکھریؒ برصغیر میں سہروردی طریقت کے شیخ تھے جو براہِ راست حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی بغدادی کے خلیفہ تھے۔ آگے چل کر اس طریقہ کو حضرت غوث بہاء الحق ملتانیؒ نے تقویت بخشی۔ دسویں صدی میں مخدوم نوحؒ ہالائی سہروردی نے سلوک کو عروج پر پہنچادیا۔

شمالی سندھ میں حافظ القرآن مخدوم عثمان قلندر شہبازؒ کے بعد نویں صدی میں مخدوم بلال محدث ٹلٹی میں پیدا ہوئے۔ جس نے نہ صرف سندھ کو سلوک و معرفت سے سیراب کیا، بلکہ ظاہری علوم سے بھی انہوں نے اس سعادت مند خطہ سندھ کو بھر دیا۔ اسی طرح یہاں بزرگ، اولیاء اور علماء پیدا ہوتے رہے۔ آگے چل کر بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری میں تو سندھ کا ہر حصہ ظاہری اور باطنی علوم کے فیض سے لبریز ہو گیا۔ جنوبی سندھ میں مخدوم ابو القاسم درس نقشبندیؒ کے فیس سے سینکڑوں فیضیاب ہوئے۔ جن کی شاخیں ٹھٹہ، لواری، گروہڑ وغیرہ پیدا ہوئیں۔ شمالی سندھ میں سے کچھ ہی عرصہ بعد حضرت پیر محمد راشدؒ پیدا ہوئے جو کہ نہ صرف طریقت اور سلوک کے امام تھے۔ بلکہ علم ظاہری کے بھی یگانہ عالم تھے۔ یہی سبب ہے کہ ان کے فیض اور برکت سے سندھ میں سنت کی

Shah Abdul Latif Bhitai Chair

اشاعت ہوئی اور بدعت، شرک اور دوسری بری رسوم کی جڑ کٹ گئی۔ اس بزرگ کے فیض نے پورے سندھ کو معطر کردیا۔ جنوبی سندھ میں کڑیو گنہور اور شمالی بھرچونڈوی (متوفی سنہ ۱۳۰۸ھ) کے فیض سے دینپور (ریاست بہاولپور) اور امروٹ آباد ہوئے۔ امروٹ میں سے بائجی، تھریجانی، ہالیجی اور دیگر دین اور سلوک کے مراکز وجود میں آئے۔

ہمارے اس دور میں حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجی شریف والے تو اس قدر فیاض ثابت ہوئے کہ اپنے فیض سے نہ صرف سندھ بلکہ بہاولپور، پنجاب، صوبہ سرحد اور بلوچستان تک کو بھر دیا۔ یہ سعادت ہمارے محبوب ضلع لاڑکانہ کے نصیب میں لکھی ہوئی تھی کہ مولوی عبدالکریم صاحب بیر شریف والے نے بھی ہالیجی شریف سے سلوک و معرفت کے اسباق مکمل کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ مولوی صاحب موصوف ظاہری علم کے پہلے سے گوہر بے بہا اور ذہین عالم تھے۔ یہ علم صدیوں سے ان کے خاندان میں چلا آرہا ہے۔(۲۷)

حوالہ جات

۱۔ عبدالکریم قریشیؒ، مولانا، 'قرآني علم جي فضيلت'، ناشر علمی مجلس سندھ، اشاعت:۱۴۲۶ھ۔

۲۔ بیاض ہاشمی، قلمی موجود، قاسمیہ لائبریری، کنڈیارو، جلد۔۴، بحوالہ مجمع الجوامع، ص: ۵۰۔

۳۔ عبدالرزاق سومرو، ڈاکٹر، پروفیسر، .Ph.D مقالہ: 'لاڑڪاڻي ضلعي جي ديني عالمن جو دين جي اشاعت ۾ حصو'، سندھ یونیورسٹی، جامشورو، ص:۹۔

۴۔ اطہر، مبارک پوری، قاضی، 'ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں'، فکرونظر پبلیکیشن، سکھر، ۱۹۸۷ء، ص:۲۴۔

۵۔ رحیم داد خان، مولائی، شیدائی، 'تاریخ تمدن سندھ'، سندھ یونیورسٹی، جامشورو، ۱۹۵۹ء، ص:۱۵۰۔

۶۔ گرامی، غلام محمد، مولانا 'تذکرہ مشاہیر سندھ'، سہ ماہی 'مہران' نمبر ۲ اور ۳/ جولائی، اگست، ستمبر، ۱۹۷۵ء سندھی ادبی بورڈ، جامشورو، سندھ یونیورسٹی، ص:۲۱۰۔

۷۔ ڈاکٹر قاصی خادم، 'علامہ غلام مصطفیٰ قاسمي ۽ سندس هم عصر عالم ۽ مؤرخ'، علامہ قاسمی چیئر، سندھ یونیورسٹی، جامشورو، اپریل ۲۰۰۷ء، ص:۶۰۔

۸۔ ایضاً، ص:۴۲۔

۹۔ ایضاً، ص:۱۵۔

۱۰۔ قاصی خادم، ڈاکٹر، 'علامہ غلام مصطفیٰ قاسمي ۽ سندس هم عصر عالم ۽ مؤرخ'، علامہ قاسمی چیئر، سندھ یونیورسٹی، جامشورو، اپریل ۲۰۰۸ء، ص:۲۶۔

۱۱۔ سومرو، عبدالرزاق، ڈاکٹر، پروفیسر، .Ph.D مقالہ: 'لاڑڪاڻي ضلعي جي ديني عالمن جو دين جي اشاعت ۾ حصو'، سندھ یونیورسٹی، جامشورو، ص:۲۳۔

۱۲۔ گرامی، غلام محمد، مولانا 'تذکرہ مشاہیر سندھ'، سہ ماہی 'مہران' نمبر ۲ اور ۳/ جولائی، اگست، ستمبر، ۱۹۷۵ء سندھی ادبی بورڈ، جامشورو، سندھ یونیورسٹی، ص:۲۱۱۔

۱۳۔ ایضاً، ص:۲۱۱۔

۱۴۔ سومرو، عبدالرزاق، ڈاکٹر، پروفیسر، .Ph.D مقالہ: 'لاڑڪاڻي ضلعي جي ديني عالمن جو دين جي اشاعت ۾ حصو'، سندھ یونیورسٹی، جامشورو، ص:۲۵۔

۱۵۔ ایضاً۔ ص:۲۹۔

۱۶۔ رحیم داد، مولائی، شیدائی، جنت السندھ'، سندھی ادبی بورڈ، جامشورو، ۱۹۸۵ء، ص:۱۴۰۔

۱۷۔ محمد جمن ٹالپر، ڈاکٹر، 'سنڌ جا اسلامي درسگاهه'، حیدرآباد، ہجرہ پبلیکیشنز، سندھ ثقافت کھاتو، حکومت سندھ، ۱۹۸۲ء، ص:۱۵۰۔

۱۸۔ گرامی، غلام محمد، مولانا 'تذکرہ مشاہیر سندھ'، سہ ماہی 'مہران' نمبر ۷ اور ۸، فروری ۱۹۸۱ء، سندھی ادبی بورڈ، جامشورو، سندھ یونیورسٹی، ص:۱۰۷۔

۱۹۔ سومرو، عبدالرزاق، ڈاکٹر، پروفیسر، .Ph.D مقالہ: 'لاڑڪاڻي ضلعي جي ديني عالمن جو دين جي اشاعت ۾ حصو'، سندھ یونیورسٹی، جامشورو، ص:۶۰۔

۲۰۔ ڈاکٹر قاصی خادم، 'علامہ غلام مصطفيٰ قاسمي ۽ سندس هم عصر عالم ۽ مؤرخ'، علامہ قاسمی چیئر، سندھ یونیورسٹی، جامشورو۔ اپریل ۲۰۰۸ء، ص:۴۱۔

۲۱۔ وفاراشدی، ڈاکٹر، 'تذکرہ علماء سندھ'، مکتبہ اشاعت اُردو، اُردو بازار، کراچی، ۲۰۰۰ء، ص:۲۰۸۔

۲۲۔ قاضی خادم، ڈاکٹر 'علامہ غلام مصطفيٰ قاسمي ۽ سندس هم عصر عالم ۽ مؤرخ'، علامہ قاسمی چیئر، سندھ یونیورسٹی، جامشورو۔ اپریل ۲۰۰۸ء، ص:۶۰۔

۲۳۔ ایضاً، ص:۲۱۔

۲۴۔ وفاراشدی، ڈاکٹر، 'تذکرہ علماء سندھ' مکتبہ اشاعت اُردو، اُردو بازار کراچی، ۲۰۰۰ء، ص:۳۸۔

۲۵۔ قاصی خادم، ڈاکٹر، 'علامہ غلام مصطفيٰ قاسمي ۽ سندس هم عصر عالم ۽ مؤرخ'، علامہ قاسمی چیئر، سندھ یونیورسٹی، جامشورو، اپریل ۲۰۰۷ء، ص:۸۸۔

۲۶۔ گرامی، غلام محمد، مولانا 'تذکرہ مشاہیر سندھ'، سہ ماہی 'مہران' نمبر ۷ اور ۸، فروری ۱۹۸۱ء، سندھی ادبی بورڈ، جامشورو، سندھ یونیورسٹی، ص:۲۱۱۔

۲۷۔ قریشی، عبدالکریم، مولانا، 'عظمتِ انسان'، ناشر علمی مجلس سندھ، اپریل ۱۹۸۵ء، دیباچہ، ص:۶۔

Shah Abdul Latif Bhitai Chair